شفقت رسول مرزا

# کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ

میں کہ ہوں دست و گریباں
گردشِ دوراں سے جو
میرے بال و پر کو اپنی تیز تلواروں کے ساتھ
کاٹتی ہے اس طرح
زندگی بھر نہ فلک پہ اُڑ سکوں
ہر قدم خاکِ زمیں کو چاٹتا
اس نشیبِ راہ کو اپنا ٹھکانہ جان لوں
خواہشوں کا دیو جبکہ
پی رہا ہے ہر گھڑی میرا لہو
اور میں آہ و فغاں کے زہر سے
ہوتا جاتا ہوں مسلسل ہی ضعیف و ناتواں
شہر کے خستہ مکانوں کی طرح
جن کے سنگ و خشت سے جاتا نہیں
مشرق و مغرب کے طوفانوں کا ڈر
سوچتا ہوں، کل ہنر کے تخت پر بیٹھا تھا میں
مہر و وفا و نجم تھے میرے غلام
میرے تلوے چاٹتے تھے روز و شب
سر جھکاتی تھی بہارِ صبح و شام
آج میں ہوں گوشۂ ایام میں
کُہر سے لپٹا ہوا اک آئینہ
خود فریبی سے جو چکنا چور ہے
ظلمتِ شب میں بہت بے نور ہے
جس کی صورت سے زمیں نا آشنا
جس کی سیرت کا ہے شاکی آسماں